مرثیہ ۴

وحدتِ انسانی

اے دوست دل میں گردِ کدورت نہ چاہیئے

بند، ۷۶

تصنیف ــــــــــ

MIRZA AMAL

For Tareekhwaar Nauhas visit -
www.WirasatAli.com
www.youtube.com/user/WirasatAli

For Hamd, Naat, Souz, Salaam,
Marsiya and Majlis Videos visit -
www.youtube.com/user/MahaKavi

۱

اے دوست دل میں گردِ کدورت نہ چاہیے ۔ اچھے تو کیا، بُروں سے بھی نفرت نہ چاہیے
کہتا ہے کون، پھول سے رغبت نہ چاہیے ۔ کانٹے سے بھی مگر تجھے وحشت نہ چاہیے
کانٹے کی رگ میں بھی ہے لہو سبزہ زار کا
پالا ہوا ہے وہ بھی نسیمِ بہار کا

۲

جو موج، دشت میں ہے، وہی لالہ زار میں ۔ جو رَو، سراب میں ہے، وہی جوئبار میں
جو شے ہے برگِ گل میں، وہی نوکِ خار میں ۔ تفریق، ناروا ہے، خزاں اور بہار میں
وضع و روش میں فرق سہی، جان ایک ہے
تیور جُدا جُدا ہیں، مگر آن ایک ہے

۳

ہاں نار میں لپک ہے وہی، جو ہے نور میں ۔ ذرّات میں دمک ہے وہی، جو ہے طُور میں
غیبت میں بھی جھلک ہے وہی، جو ظہور میں ۔ پتھر میں بھی کھنک ہے وہی، جو بلور میں
یہ فرقِ اسم و شکل، فریبِ نگاہ ہے
اے دوستو، دُوئی کا تصور، گناہ ہے

۴

سُنبل کی نسل سے ہیں خس و خار و شاخسار ۔ سوسن کے خاندان سے ہیں خشک برگ و بار
ہر ٹُنڈ پنکھڑی ہے، اِک اُجڑی ہوئی بہار ۔ عبرت سے دیکھ، باغ کے ذرّاتِ سوگوار
گل دے کر ان کو لوچ، نسیم و سحاب کا
خاکِ چمن نے روپ بھرا تھا گلاب کا

۵

کہتی ہیں چرمرا کے یہ بے جان پتّیاں — ہم کو ذرا بچا کے چل او خیلِ رہرواں
کل جبکہ تھیں گھٹائیں زرافشاں و مے چکاں — اُترے تھے اپنی چھاؤں پہ پھولوں کے کارواں
بازارِ مہ رُخاں تھا قطارِ خیام تھی
کل اپنے سایہ میں بھی بڑی دھوم دھام تھی

٦

ہوتے ہیں پائمال، تو کہتے ہیں زرد پھول — کل رحمتِ عمیم کا، ہم پر بھی تھا نزول
خوبانِ بوستان میں، ہمارا بھی تھا شمول — اے راہ رو، نہ ڈال ہمارے سروں پہ دھول
ہر چند، انجمن کے نکالے ہوئے ہیں ہم
لیکن، صبا کی گود کے پالے ہوئے ہیں ہم

٧

ہم تھے کبھی بنفشہ و نسرین و یاسمن — نیلوفر و ہزارہ و سوسن و نارون
داؤدی و شقائق و صد برگ و نسترن — ترکانِ زرجبیں و حسینانِ سیم تن
سینوں پہ لوٹتے تھے، ہوائے بہار میں
ہم، کل گندھے ہوئے تھے حسینوں کے ہار میں

٨

کہتے ہیں زرد گنج بصد گریہ و بُکا — ہم پر بھی ایک روز غضب کا نکھار تھا
اپنے حصار و سقف میں اسطرح تھی صبا — گھونگھٹ میں سرِ عروس کا جیسے جھکا ہوا
کیا بات پوچھتے ہو، اس اُجڑے دیار کی
آئی تھی کل ادھر بھی سواری بہار کی

٩

کہتا ہوں پھر کہ دل میں کدورت نہ چاہیئے — وحدت کے سر پہ ضربتِ کثرت نہ چاہیئے
مطلق اکائی ہیں، عددیت نہ چاہیئے — غیریّت و شرو عصبیت نہ چاہیئے
آفاق ایک جسم ہے، اور ایک ذات ہے
اے دوست، وہمِ غیر جہالت کی بات ہے

جوہر میں ہے جو بات، عرض میں بھی ہے وہی
لُو کے گلے میں یخ کی ہیں بانہیں پڑی ہوئی
اِک موجِ رنگِ خاکِ گلستاں ہے پنکھڑی
دیکھو اگر تو دھوپ کا اِک رُخ ہے چاندنی (١٠)

آتش ہے، طبعِ شاخِ صنوبر لیے ہوئے
اخگر بھی ہے، مزاجِ گُلِ تر لیے ہوئے

کوثر ہی میں نہیں ہیں سفینے رواں دواں
دریائے سم میں بھی ہیں، بہاروں کی کشتیاں
ساغر ہی میں نہیں ہیں، لطافت کے گلستاں
سنداں کے جسم پر بھی ہے، تشریفِ پرنیاں (١١)

گل ہی نہیں ہے نورِ نظر، ماء و طین کا
خاشاک نے بھی دودھ پیا ہے زمین کا

بے جان و جان دار کی بنیاد ایک ہے
ارض و سما کی علتِ ایجاد ایک ہے
بُت سیکڑوں ہیں، حُسنِ خداداد ایک ہے
سب دل الگ الگ ہیں مگر یاد ایک ہے (١٢)

یکساں ہے مال، گو ہیں دُکانیں جُدا جُدا
معنی ہیں سب کے ایک، زبانیں جُدا جُدا

تردامنی و عصمت و کفر و پیمبری
ابر و شعاع و سایۂ و تنویر و تیرگی
خورشید و ماہ و ذرّۂ و ناہید و مشتری
بلّور و سنگ و جوہر و حیوان و آدمی (١٣)

اور یہ جو دشت و کوہ و بیابان و باغ ہیں
سب ایک خاندان کے چشم و چراغ ہیں

بے شک، جو بخشتا ہے دھڑکتے دلوں کو چین
اُسکا وجود، بزمِ جہاں کی ہے زیب و زین
لیکن وہ بد شعار، جو ہے ننگِ مشرقین
وہ شخص بھی ہے، آدم و حوّا کا نورِ عین (١٤)

نفرت سے یوں نہ چاکِ وفا کا لباس کر
اے بھائی اپنے باپ کے بیٹے کا پاس کر

جو روشنی چکاں ہے، سو ہے وہ بھی آدمی ⑮ جو تیرگی فشاں ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
جو یارِ مہرباں ہے، سو ہے وہ بھی آدمی اور جو، عدوئے جاں ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
تو بھاگ، خواہ موت سے، یا زندگی سے بھاگ
اے آدمی، کبھی نہ مگر آدمی سے بھاگ

لاسوئے چرخ روحِ زمیں کو اُبھار کر ⑯ نوعِ بشر کو دعوتِ حق دے پکار کر
بد ہے کوئی تو کوششِ اصلاح کار کر کچھ ہاتھ آسکے گا نہ انساں کو مار کر
نفسِ مرض کو درخورِ لطف و عطا نہ کر
اے چارہ گر مریض پہ لیکن جفا نہ کر

ہاں رحمتِ مسیح بن اے مرحمت مآب ⑰ حُسنِ عمل سے کھول دلوں میں طرب کے باب
سیراب کر دلوں کو بہ اندازۂ سحاب عالم پہ نور پاش ہو مانندِ آفتاب
انسان کو نہ دیدۂ جور و جفا سے دیکھ
اے بندۂ خدا تو نگاہِ خدا سے دیکھ

انسان کے خمیر میں ہے جذبۂ گناہ ⑱ معلول تو علیل ہے علت پہ کر نگاہ
گم راہ، کوئی شخص نہیں ہے، خدا گواہ صیدِ فریبِ جادہ ہیں گم کردگانِ راہ
ہر فرد جبر ہائے علل کا غلام ہے
نفرت، شریعتِ بشری میں حرام ہے

پشتِ نگارِ شمع فروزاں ہے تیرگی ⑲ گم کردہ راہِ خیر ہے دنیا کی ہر بدی
اک سنگ بستہ، یادِ صمد ہے صنم گری بھٹکا ہوا تصورِ وحدت ہے شرک بھی
جوہر وہی حدوث میں ہے، جو قدم میں ہے
ضو ایک ہی چراغ کی دیر و حرم میں ہے

(۲۰)

قوموں کے درمیاں جو ہیں یہ بحر و کوہسار ۔۔۔ یہ بعد ہائے تفرقہ انگیز و رشتہ خوار
یہ اختلافِ لہجہ و نیرنگیٔ شعار ۔۔۔ یہ رنگ و نسل، قوم و عقائد کی گیر و دار

ان سب کا میل جوئے اخوت کو پاٹ کر
اترا رہا ہے خون کے رشتوں کو کاٹ کر

(۲۱)

اُونچے پہاڑ سامنے آ آ کے ڈٹ گئے ۔۔۔ پھیلے ہوئے خلوص کے دامن سمٹ گئے
حُبِّ وطن کے ناگ دلوں سے لپٹ گئے ۔۔۔ سینے تمام گردِ کدورت سے اَٹ گئے

جتنے تھے کوہِ مہر و وفا کاہ ہو گئے
رشتے ہوئے دراز تو کوتاہ ہو گئے

(۲۲)

اب بھائی ہے کہ بھائی کو پہچانتا نہیں ۔۔۔ ہم بھائی بھائی ہیں یہ کوئی جانتا نہیں
اک دوسرے کو دوست بھی گردانتا نہیں ۔۔۔ سب ایک کوکھ سے ہیں کوئی مانتا نہیں

اربابِ آشتی ہمہ تن جنگ ہو گئے
ہم جس قدر وسیع ہوئے تنگ ہو گئے

(۲۳)

آفاق کا نچوڑ ہے سلمائے زندگی ۔۔۔ تجھ کو ہر ایک روپ میں رہنا ہے آدمی
دُور اپنی اصل سے کوئی ہوتا نہیں کبھی ۔۔۔ یہ دین و نسل و رنگ کی باتیں ہیں بعد کی

تو سب سے پیشتر فقط انسان ہے نہ بھُول
انساں کے بعد گبر و مسلمان ہے نہ بھُول

(۲۴)

انساں اگر ہے شیوۂ شرکِ دوئی کو چھوڑ ۔۔۔ انساں کشی کی آڑ میں اس خودکشی کو چھوڑ
توہینِ ارتباطِ خفی و جلی کو چھوڑ ۔۔۔ ناداں اہانتِ گہرِ زندگی کو چھوڑ

بالینِ مدعا پہ نہ گرمِ خروش ہو
اے باغیٔ مصالحِ عالم خموش ہو

۲۵
عالم تمام پر توِ حُسنِ خیال ہے / جو مرد ہے وہ مادرِ گیتی کا لال ہے
گُل دہر ایک مورثِ اعلیٰ کی آل ہے / تقسیمِ خونِ حضرتِ انساں محال ہے
انساں بہم ہوں غیر یہ کیسا جنون ہے
جس رگ میں بھی رواں ہے وہ تیرا ہی خون ہے

۲۶
جو کچھ بھی اِس زمین پہ ہے خوب ہو کہ زشت / الماس و لعل و گوہر و مرجان و سنگ و خشت
کاشی و دیر و خانقہ و کعبہ و کنشت / حور و قصور و نور و ظہور و یم بہشت
سُنکی تری نسیم تو یہ کارواں چلا
یہ سب تری تلاش میں ہیں تو کہاں چلا

۲۷
جغرافیہ کا دل جو ہلا دے وہ چال چل / نقشوں کی ہر لکیر بگڑ جائے یوں مسل
تسخیرِ این و آں کو خدیوِ جہاں نکل / لے نوحِ عزم ساحلِ آفاق پر مچل
ہاں بامِ اِفتراق کو زیرِ کمند کر
اُٹھ اور نوائے وحدتِ انساں بلند کر

۲۸
اسمائے نطق و سیرت و اشکال و رنگ و دیں / ان سب سے علّتِ بشری کو غرض نہیں
ہاں محو کر نہ ذہن سے یہ نکتۂ مبیں / آتا ہے یہ زباں پہ تری "میں" جو ہمنشیں
یہ "میں" "نہیں" ترا ہی خم و چم لئے ہوئے
یہ "میں" تو ہے نظامِ دو عالم لئے ہوئے

۲۹
منزل تری ہے وادیِ گنگ و جمن سے دُور / صحرا و سبزہ زار و سراب و سمن سے دُور
پاپا و شیخ و راہبر و برہمن سے دُور / دین و رسوم و نسل و زبان و وطن سے دُور
تیرا وجود فخرِ ضمیرِ حیات ہے
تو محض ایک فرد نہیں کائنات ہے

(٣٠)
اے دوست سعئ امن سے ہو شاد و بامراد
انسان کے دماغ کا سرطان ہے عناد
روحِ بشر کی موت ہے خونخواری و فساد
اپنے غضب سے جنگ ہے، سب سے بڑا جہاد
لاکھوں میں بے نظیر کروڑوں میں فرد ہے
جو مسکرائے طیش میں بے شک وہ مرد ہے

(٣١)
لوہے میں ڈوبتی ہے نگاہِ وفا شعار
آندھی کو باندھتا ہے لگاوٹ کا ایک تار
توپوں کو روندتی ہے اِک آہنگِ مہربار
پتھر میں تیرتی ہے محبت کی نرم دھار
دشمن کی سمت ایک ذرا مسکرا کے دیکھ
اس حربۂ لطیف کو بھی آزما کے دیکھ

(٣٢)
قاتل بھی ہو رہا ہو اگر پیاس سے نڈھال
پانی اسے پلا کہ یہی ہے رہِ کمال
دشمن بھی گر رہا ہو تو ہاں دوڑ کر سنبھال
تھوکے بھی کوئی منہ پہ تو ماتھے پہ بل نہ ڈال
دل کی سپر پہ غیظ کا ہر وار روک لے
تارِ نگاہِ لطف پہ تلوار روک لے

(٣٣)
جھکتا ہے فتنہ عفو و ترحم کے سامنے
گھٹتا ہے طعنہ حسنِ تکلم کے سامنے
تھمتا ہے شورِ جنگ ترنم کے سامنے
تلوار کانپتی ہے تبسم کے سامنے
بدلے کی رسم دینِ وفا میں حرام ہے
احسان اک شریف ترین انتقام ہے

(٣٤)
ہمدم ہو یا حریف کسی کو سمجھ نہ غیر
ہر آن جوئے مرحمت و آشتی میں پیر
لیکن یہ امر اے دلِ حق بین و عرش سیر
شخصی معاملات کی حد تک ہے امرِ خیر
نوعی معاملات کا انداز اور ہے
اس انجمن کے ساز کی آواز اور ہے

۳۵

یعنی زمیں پہ فتنہ ہو جس وقت بار دار — انسانیت کے صحن میں اڑنے لگے غبار
آئینِ اجتماع میں پیدا ہو اِنتشار — ساکن معاشرہ میں تزلزل ہو آشکار
اور یہ نظر پڑے کہ زمیں داد خواہ ہے
اس وقت خوئے مہر و محبت گناہ ہے

۳۶

جس وقت اِک گروہِ شریر و جفا شعار — جبّار و قہربار و ستمگار و ہرزہ کار!
خود بین و خود فریب و خود آرا و خود شمار — باطل نواز و خانہ برانداز و حق شکار
دامانِ صلح و جیبِ اماں پھاڑنے لگے
ہر بام پر جنوں کے علَم گاڑنے لگے

۳۷

توڑے ہر ایک شاخ، نچوڑے ہر ایک پھول — دَلنے لگے علوم، کھُرچنے لگے عقول!
ڈھانے لگے حقوق، دھنکنے لگے اصول — بونے لگے ظلوم، اُگانے لگے جہول!
کھینے لگے نمائشِ جاہ و جلال کو
سینے لگے تصوّرِ جنگ و جدال کو

۳۸

محلوں میں جلوہ ریز ہوں ارذال خیرہ سر — چالاک رہزنوں کو ملے منصبِ خضر
سفلوں کی ہو نشست سرِ تختِ سیم و زر — اقطابِ روزگار کے بستر ہوں خاک پر
آئے اجل عوام کی جانوں کے واسطے
دنیا ہو صرف چند گھرانوں کے واسطے

۳۹

جُہّال کی زبان پہ ہوں لن ترانیاں — اشرارِ خود غرض کو ملیں حکمرانیاں
برسیں حقیقتوں کی زمین پر کہانیاں — کھانے لگیں عوام کا گودا گرانیاں
سفلوں سے بھیک اہلِ سخا مانگنے لگیں
مرنے کی اہلِ علم دُعا مانگنے لگیں

پوشاکِ اصفیا کو لعیں سونڈنے لگیں ⁽٤٠⁾ اپنے کو ماہ و سال غلط لونڈنے لگیں
کِشتِ وفا کو اہلِ جفا روندنے لگیں کوندے ہر ایک سمت نئے کوندنے لگیں
حد یہ ہے دَیر نعرہ لگا کر مصاف کا
کرنے لگے حرم سے تقاضا طواف کا

حیوانیت کی آگ کو سب دھونکنے لگیں ⁽٤١⁾ نکلے وہ لو کہ ارض و سما دہکنے لگیں
تہذیب کے دیار میں بن ہونکنے لگیں سونے لگیں چراغ دھوئیں چونکنے لگیں
اتنے بجھیں کہ دھوپ میں تارے نکل پڑیں
ٹکڑے وہ ہو کہ یخ سے شرارے نکل پڑیں

اس وقت فرض ہے کہ برائے مفادِ عام ⁽٤٢⁾ اِک مردِ حق پناہ اٹھے بہرِ انتظام
پہلے کرے زباں سے ہدایت کا اہتمام مانے نہ پھر بھی کوئی تو لے کر خدا کا نام
پائے ہوس سے طاقتِ رفتار کھینچ لے
میدان میں نیام سے تلوار کھینچ لے

ایسے ہی ایک دَور میں اک مردِ حق پناہ ⁽٤٣⁾ پروردگارِ ملّت و پروردۂ الٰہ
گلزار نور وطورِ خیابانِ مہر و ماہ مولائے راہِ راست شہنشاہِ کج کلاہ
سب عقدہ ہائے انفس و آفاق کھول کر
آیا تھا کارزار میں تلوار تول کر

آتا نہ کیونکہ صبح پہ چھائی ہوئی تھی شام ⁽٤٤⁾ تاریک تھے حریمِ تجلّی کے سقف و بام
بدنظمیوں کی راہ پہ تھا پائے انتظام دنیا کے دستِ نحس میں تھی دین کی زمام
تھا اک سکوتِ خلوتِ ذات و صفات میں
قرآں تمام ڈوب رہا تھا فرات میں

لہرا رہے تھے بامِ تمدن پہ وہ علم ۴۵ جن کے جلو میں صاعقہ جنگی ہوا میں سم
جس کا نبی نفاق تھا جس کا خدا درم وہ منبرِ رسولؐ پہ رکھنے کو تھا قدم
دل ہل رہا تھا، بحر و بر و مہر و ماہ کا
تھرا رہا تھا تخت رسالتؐ پناہ کا

لرزاں ہوائے جہل سے شمعِ علوم تھی ۴۶ کاشانۂ ہزار میں آوازِ بوم تھی
موجِ صبا پہ کشتیٔ بادِ سموم تھی اسلام کا جنازہ اٹھانے کی دھوم تھی
شورِ وغا، ابھار کے ذوقِ گناہ کو
دفنا رہا تھا "اشہد ان لا الٰہ" کو

خاقانیت کی پشت پہ تھا لشکرِ گراں ۴۷ اور فقر کی جلو میں بہتّر مزاج داں
اسلام تھا دلوں میں کچھ اسطرح نوحہ خواں جسطرح سے یزید کی خرگاہ میں اذاں
ایماں یوں اسیرِ محن تھا سپاہ میں
جیسے یقین سلسلۂ اشتباہ میں

صحرا کو تھی حکومتِ بستاں کی آرزو ۴۸ دیو سیہ کو تختِ سلیماں کی آرزو
بدرُو کو حسنِ یوسفِ کنعاں کی آرزو ابلیس کو جلالتِ یزداں کی آرزو
پھر تاج گر رہا تھا سرِ مشرقین کا
منہ تک رہی تھی گردشِ دوراں حسینؑ کا

اتنے میں اک غبار اٹھا زرنگار سا ۴۹ کانپا، پھٹا، فضا پہ ہوا چاک، چھٹ گیا
خوشبوئے مصطفیٰؐ سے مہکنے لگی فضا دیکھا کہ آ رہا ہے خداوندِ کربلا
دشتِ خزاں میں رنگِ بہاراں لئے ہوئے
زہراؑ کے مہ وشوں کا گلستاں لئے ہوئے

بنتِ علیؑ کی شعلہ زبانی لیے ہوئے ۔ (۵۰) ۔ عباسؑ کے لہو کی روانی لیے ہوئے
اکبرؑ کی نارسیدہ جوانی لیے ہوئے ۔ اصغرؑ کی پیاس تیر کا پانی لیے ہوئے
اشکوں پہ زلفِ صبر کا سایہ کیے ہوئے
انفاس میں رسولؐ کی خوشبو لیے ہوئے

ہاں مژدہ باد گردشِ دوراں کہ آگیا ۔ (۵۱) ۔ معمارِ ثانیٔ حرمِ دینِ مصطفےٰؐ
تعظیم کے لیے وہ اٹھی رُوحِ کربلا ۔ اور بامِ آسمان سے یہ آنے لگی صدا
عرشِ بریں سے یادِ بہاری قریب ہے
اے قدسیو! اٹھو کہ سواری قریب ہے

خونِ حسینؑ خاک پہ دیکھو وہ بہہ گیا ۔ (۵۲) ۔ اسلام کی رگوں میں لہو دوڑنے لگا
صلِ علیٰ کی دھوم مچا دو ملائکہ ۔ اے عرش دیکھ فرش کا اعجازِ ارتقا
غازی پلا چکا ہے لہو ماؤ طین کو
اے آسمان گود میں لے لے زمین کو

ہاں چل چکا ہے شہرِ شہادت سے کارواں ۔ (۵۳) ۔ عصمت کے دائروں کو بچا خیلِ قدسیاں
آنکھیں بچھا تموّجِ انوارِ کہکشاں ۔ داؤد ہاں ترانۂ مقدم ، بلال اذاں
افلاک آؤ جامِ عقیدت پیے ہوئے
صف بستہ ہو نجوم کی شمعیں لیے ہوئے

حورو! چراغِ خلد جلاؤ ، پرے جماؤ ۔ (۵۴) ۔ فردوس کو سجاؤ، سنوارو، دلھن بناؤ
پیغمبرو! عبائیں پہن کر قدم بڑھاؤ ۔ جاؤ محمدِ عربی کے قریب جاؤ
ہاں آؤ اے فضا کے کرو گھومتے ہوئے
وہ آگیا حسینؑ بڑھو جھومتے ہوئے

کج کر کلاہِ فخر و مباہات اے خلیلؑ (۵۵) اٹھ مقدمِ خدیوِ شہیداں کو جبرئیل
ساحل پہ نور پاش ہوا ہے چہرۂ قتیل آ، اور چھڑک پسینہ کہ پیاسی ہے سلسبیل
جنت کا آب و رنگ کہیں دم نہ توڑ دے
شبیرؑ! اپنی پیاس کا دامن نچوڑ دے

اے ساکنانِ حجلۂ ستر صفات و ذات! (۵۶) جھک جاؤ پیشِ بارگہِ میرِ کائنات
اے موت ادب سے پیش کر آئینہ حیات عکسِ حسینؑ کانپ چکا ہے بہرِ فرات
اعزازِ بندگانِ گرامی دوچند ہو
اے کربلا کی خاک فلک تک بلند ہو

ہاں تم بھی ناصرانِ شہیدِ جفا بڑھو (۵۷) اے شاہزادگانِ دیارِ وفا بڑھو
اے شاہدانِ گل رُخ و گلگوں قبا بڑھو زینبؑ بلا رہی ہے تمہیں فاطمہؑ بڑھو
اے چرخِ افتخار کے شمس و قمر بڑھو!
عباسؑ منتظر ہیں، علیؑ تیز تر بڑھو!

ہاں قدسیانِ کنگرۂ عرش گھڑگھڑاؤ (۵۸) اے تارہائے بربطِ آفاق جھنجھناؤ
مریمؑ کدھر ہو فاطمہؑ زہرا کے پاس آؤ یوسفؑ! وہ آئے اکبرؑ و قاسمؑ، گلے لگاؤ
پیری شباب پر ہے مروّت سے کام لو
یعقوب! دستِ ابنِ مظاہر کو تھام لو

جنباں ہے عرش اب نہ دھڑک اے دلِ دونیم (۵۹) اصغرؑ کے پالنے کو بلا، خلد کی شمیم
زلفِ حسین کھل کے بہے دجلۂ نسیم در آ حجابِ قدس میں اے بندۂ عظیم
تیرے ہیں یہ لہو میں انھیں سرخرو کرو
زہراؑ کے آنسوؤں سے فرشتو وضو کرو

۶۰
افسردہ جانِ حبیبؐ کی اے ناتوانیو! — اے دخترِ بتولؑ کی جا دو بیانیو
اے کشتگانِ راہِ فنا کی جوانیو! — اے خیمۂ غریب کی جلتی کہانیو
ٹھنڈے ہیں تار، بربطِ ماتم سرشت کے
آؤ کھلے ہوئے ہیں دریچے بہشت کے

۶۱
چھا اے حسینؑ مطلعِ ذوقِ ظہور پر — دامن کا سایہ ڈال تجلائے طور پر
اے کربلا کے ابر! برس جا شعور پر — تا حشر دوڑ تارِ سنین و شہور پر
نام یزید رینگ مقاماتِ پست میں
اے فتحِ خود فریب بدل جا شکست میں

۶۲
ہاں جوشؔ اب پکار کہ اے میرِ کربلا — اس بیسویں صدی کی طرف بھی نظر اٹھا
ہاں دیکھ یہ خروش یہ ہلچل یہ زلزلہ — اب سینکڑوں یزید ہیں کل اک یزید تھا
طاقت ہی حق ہے شور ہے یہ گاؤں گاؤں میں
زنجیر پڑ رہی ہے پھر انساں کے پاؤں میں

۶۳
پھر جنگ و جبر و جور پہ انساں کو ناز ہے — پھر آدمی پلنگ ہے، کرگس ہے، باز ہے
دل ہیں علیل ذوقِ ہوس چارہ ساز ہے — پھر حبِّ اقتدار کی رسی دراز ہے
ذاتی مفاد پر ہیں سبک سر اڑے ہوئے
چاندی کے پھر بھنور ہیں رگوں میں پڑے ہوئے

۶۴
رو ہے وہ حرص کی کہ ٹھکانے نہیں ہیں ہوش — بھٹکے ہوئے انا پہ معلّق ہیں چشم و گوش
پھر آدمی ہے صلح نما و جدل فروش — سینے خزف بدست، زبانیں گہر بدوش
آ اور زلفِ لیلیٰ ہستی سنوار دے
ڈوبی ہوئی ہیں وقت کی نبضیں ابھار دے

۶۵
تو وہ ہے جو دسن سے نہ سنبھا نہ دارے ‏ مگر ترے ثبات نے لی کوہسار سے
فتنوں کے سر جھکائے خمِ ذوالفقار سے ‏ تو نے غرور چھین لیا شہریار سے
بیعت کی خواستگار حکومت نہیں رہی
شاہی میں تیرے بعد یہ جرأت نہیں رہی

۶۶
تو نے ثبات و صبر کے دریا بہا دیئے ‏ سارے نقوشِ ہیبتِ سلطاں مٹا دیئے
فتنوں کے سر جھکائے پرخچے اڑا دیئے ‏ تو نے زمیں پہ فقر کے سکے بٹھا دیئے
تیرے لہو نے طرحِ عناں گیر ڈال دی
تو نے ہوس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی

۶۷
قصرِ تجلّیات ہے ویراں ترے بغیر ‏ ظلمت کی اک کرن ہے رگِ جاں ترے بغیر
نامعتبر ہے عظمتِ انساں ترے بغیر ‏ گونگے کا ایک خواب ہے قرآں ترے بغیر
لبہائے مہر بستۂ حق کی زباں ہے تو
مصحف ہے اک منارۂ جامد، اذاں ہے تو

۶۸
جھٹکوں نے رکھ دیا تھا زمیں کو جھنجھوڑ کر ‏ خنداں تھا جہل، علم کی آنکھوں کو پھوڑ کر
نازاں تھا سنگ شیشۂ رنگیں کو توڑ کر ‏ "لا" مڑ رہا تھا دامن "الا" کو چھوڑ کر
تو نے قصورِ ذوقِ بغاوت کو ڈھا دیا
"الا" کے در پہ "لا" کو دوبارہ جھکا دیا

۶۹
تو نے دلوں کو دولتِ بیدار بخش دی ‏ خوفِ اجل سے ہمتِ پیکار بخش دی
نطقِ گدا کو طاقتِ گفتار بخش دی ‏ پیشِ خدیو جرأتِ انکار بخش دی
مظلوم کے غرور کو بیدار کر دیا
ناطاقتی نبض کو تلوار کر دیا

٧٠
تو نے زباں ہلائی تو شمشیر چل گئی — بدلی نظر، خیال کی دنیا بدل گئی
کی حریت کی شرح تو زنجیر گل گئی — چھٹکائی چاندنی تو کڑی دھوپ ڈھل گئی
شبنم کی بوند اٹھائی گھٹائیں سرک گئیں
شیشے کی چوٹ دی تو چٹانیں درک گئیں

٧١
تیری نئی ادائیں ہیں عبدِ الٰہ خو — جب تو ہنسا تو سنگ بنا گنگ رنگ و بو
اور جب کبھی بگڑ کے ہوا گرم گفتگو — آہن کے جوہروں سے ٹپکنے لگا لہو
مولا! تری سرشت نے سانچے میں ڈھال کے
ڈانڈے ملا دیئے ہیں جمال و جلال کے

٧٢
ہاں اے حسینؑ مصلحِ افکار مرحبا! — اے بے نیازِ اندک و بسیار مرحبا!
اے تیغِ انقلاب کی جھنکار مرحبا! — اے دستِ کردگار کی تلوار مرحبا!
تو نے لہو سے شمع جلا دی عقول کی
ہوتا نہ تُو تو نبض نہ چلتی اصول کی

٧٣
ہاں اے حسینؑ جامعِ اضداد السلام — اے برقِ آشیانہ صبا داد السلام
اے فخرِ دہر و نازشِ اجداد السلام — اے افتخارِ حکمتِ ایجاد السلام
تیرے لہو کی نہر جو مواج ہو گئی
بارِ دگر رسولؐ کو معراج ہو گئی

٧٤
بیگانہ ہوں تصورِ حق کے جہات سے — واقف نہیں چگونگیٔ واقعات سے
باہر کھڑا ہوں محفلِ ذات و صفات سے — اور مطمئن نہیں ہوں نظامِ حیات سے
جس میں بھری ہے آگ وہ تپتی زبان ہوں
میں نظمِ زندگی سے بہت بدگمان ہوں

۷۵

موتی وہ کون سے ہیں جو میں رولتا نہیں
عقدے وہ کون سے ہیں جنہیں کھولتا نہیں
وہ کیا حقیقتیں ہیں جنھیں تولتا نہیں
تیرا لحاظ ہے کہ میں کچھ بولتا نہیں
یا میری سمت گوہرِ اسرار رول دے
یا پھر مری زبان کی زنجیر کھول دے

۷۶

اے ناخدائے کشتیٔ افکار المدد!
فرمانروائے کشورِ اسرار المدد!
اے بابِ شہرِ علم کے دلدار المدد!
اے جانشینِ احمدِ مختار المدد!
داتا گدائے راہ کا ارماں نکال دے
کونین کو فقیر کی جھولی میں ڈال دے

For Tareekhwaar Nauhas visit -
www.WirasatAli.com
www.youtube.com/user/WirasatAli

For Hamd, Naat, Souz, Salaam,
Marsiya and Majlis Videos visit -
www.youtube.com/user/MahaKavi